بڑھیا کا بیڑا



تصنیفِ لطیف

حضور فیض ملت مُفسر اعظم پاکستان
حضرت علامہ الحافظ ابو صالح مفتی

محمد فیض احمد اویسی رضوی علیہ رحمۃ اللہ

Visit Uwaysi Books
www.faizahmedowaisi.com

دیباچہ

فقیر نے اس رسالہ کو بار اول ۱۹۸۱ھ میں لکھ کر شائع کر لیا تو اکابرِ اَہلسنّت نے اظہارِ مسرَّت فرمایا لیکن اَصاغِرِ(چند چھوٹے علماء) نے طَعَنْ (اعتراض) فرمایا کہ اس معمولی بات پر اتنے بڑے دلائل کی ضرورت کیا تھی کاش اتنا زور کسی ذکر آراء(اختلافی) مسئلہ پر لگایا جاتا۔ مجھے اُن حضرات سے دُکھ ہو گیا معلوم نہیں مسلمانوں کی نظروں میں ہر چھوٹا مسئلہ بہت بڑا ہے۔ سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالٰی عنہ نے مانعین زکٰوۃ (زکوۃ روکنے والوں) سے علم جہاد بلند فرمایا اور فرمایا اگر زکٰوۃ میں سے ایک نکیل [1] برابر بھی روکو گے تو بھی قتل و غارت ہو گی [2] وہ نکیل کے لئے نہیں لڑ رہے تھے بلکہ اسلام کی قدر و منزلت کے لئے اور مخالفین کو بتادیا کہ جسے تم معمولی سمجھ رہے ہو وہ ہماری نظروں میں اعلٰی ہے بعینہٖ اسی طرح اَسلاف کا طریقہ تھا کہ جب مُعْتَزَلَہ نے نفسِ کرامت کا انکار کیا تو اکابرِ اہلسنّت نے دلائل کے انبار لگا دیئے۔ قرآن و حدیث سے ایسے مُسْکِتْ (خاموش کرانے والے) جوابات تحریر فرمائے کہ مُعْتَزِلِیَتْ آخر بے بس ہو کر غم سے ملیامیٹ ہو گئی۔

اب بھی اگرچہ اعتراض کا نام دنیا سے ناپید ہے لیکن ان کے عقائد وہابیت کے رنگ میں اُبھر رہے ہیں کہ ولی کی ہر کرامت کا محاسبہ کیا جارہا ہے اسے عقل کے گورکھ دھندوں (پیچیدہ مسئلہ) میں پھنسایا جاتا ہے عوام بیچاروں کو قرآن و حدیث کا نام لے کر گمراہ کر دیتے ہیں فقیر بیکس نے درگاہِ قادریت کی سخت توہین سمجھی کہ مشہور کرامت قرآنی معیار پر تول کے نہ دکھائے تاکہ عوام کو دھوکہ دینے والے زعم میں نہ رہیں کہ سنی فقیروں کے کشکول دلائل سے خالی ہیں۔ آخر **بفضلہ تعالیٰ ثم بکرم حبیبہ الأعلی** ﷺ ٹھوس دلائل سے مسئلہ کو واضح کر دیا اور کئی سالوں سے تاحال کسی مُنْکِرْ (مخالف) کو تردید (جواب دینے) کی ہمت نہیں ہوئی اور نہ ہی **إن شاء اللہ المولیٰ ثم إن شاء حبیبہ الکریم** ﷺ کسی کو جرأت ہو سکتی ہے۔ [3]

فقط

مدینے کا بھکاری

الفقیر القادری ابو الصالح **محمد فیض احمد اُویسی رضوی** غفرلہٗ

بہاولپور

۲ ج ۱۳۹۶ھ

---

(1) **نکیل** کا مطلب ہے وہ **لوہے کا حلقہ یا زنجیر** جو جانوروں، خاص طور پر گھوڑے یا بیل، کی ناک میں ڈالی جاتی ہے تاکہ اسے قابو میں رکھا جا سکے۔ یہ جانور کو قابو کرنے اور سمت دینے کے لیے استعمال کی جاتی ہے۔

(2) صحيح مسلم, كتاب الإيمان. باب الأمر بقتال الناس حتى يقولوا لا إله إلا الله محمد رسول الله, رقم الحديث 20, 51/1, دار إحياء التراث العربي بيروت.

(3) شرح عقائد میں ہے کراماتِ اُولیاء حق، ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ شرح فقہ اکبر میں فرماتے ہیں "لا عبرة بمخالفة المعتزلة وأهل البدعة فى انكار الكرامة" (اُویسی غفرلہ)

شرح العقائد النسفية, رقم الصفحة 316, مكتبة المدينة كراتشي باكستان, الطبعة الثانية. 1433ھ 2012م.

منح الروض الأزهر شرح الفقه الأكبر, رقم الصفحة 141, 142, مكتبة المدينة كراتشي باكستان, الطبعة الأولى. 1435ھ 2014م.

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

استفتاء

کیافرماتے ہیں علمائے دین محبوبِ سبحانی حضور غوثِ اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ کے متعلق مشہور ہے کہ آپ نے بُڑھیا کی آرزو پر دعا کر کے بارہ برس کا غرق شدہ بیڑا(کشتی) صحیح وسالم دریا سے باہر نکلوایا، کیا یہ کرامت شَرَعْ کے مطابق ہے یا نہیں اور یہ قصہ کسی مُستَنَدْ کتاب میں ہے یا ایسے ہی خوش عقیدت لوگوں کی ساخت ہے۔بینوا توجرو-(بیان فرمائیں اجرپائے)

الجواب

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیۡنَ اصۡطَفٰی الجواب ھُوَ الۡمُوَافِقُ وَالۡمُلۡھِمُ لِلۡحَقّ وَالصَّوَابِ

تمہید

۱- اہلسنّت کااجماع ہے کہ کرامتِ اُولیاء حق ہیں۔خِلَافًا لِلۡمُعۡتَزَلَةِ

۲- اس بات پر بھی اتفاق ہے کہ وہ کرامات جو ولی سے ظاہر ہوتی ہے وہ دراصل اسی نبی ﷺ کا معجزہ ہے در حقیقت حق کا اظہار ہے کرامت کا مُنْکِرْ(انکار کرنے والا) کرامت کا انکار نہیں کر رہا بلکہ اللہ کی قدرت کا انکار کرتا ہے۔ثابت ہوا کہ کرامت دراصل اللہ تعالیٰ کی قدرتِ کاملہ کا کرشمہ ہوتی ہے چنانچہ اس تقریر کا اِقرار مولوی اشرف علی تھانوی نے ''کتاب التکشف'' میں کیا ہے۔[4] اس قاعدہ کے سمجھنے کے بعد مُنصِفُ الْمِزاجْ صحیح الدماغ(عادل شخص) ایک آن کے لئے ماننے کے لئے تیار نہیں ہو گا کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت سے بعید ہے کہ محبوبِ سبحانی، قطبِ ربانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ذریعہ بارہ سال کا ڈوبا ہوا بیڑا دریا سے صحیح وسالم باہر نکال دے۔

۳- قادر(ولی) قدیر(اللہ تعالیٰ) کی قدرت کا کرشمہ ہے کہ محض اپنے بندوں کی شان بلند کرنے کے لئے وہ کام جو خود کر سکتا ہے اپنے پیارے بندوں کے ذریعے کراتا ہے تاکہ نادان لوگوں کو پیارے بندوں کی شان معلوم ہو جائے۔ فقیر چند واقعات قرآنیہ درج کرتا ہے تاکہ محبوبِ سبحانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کرامت کے ثبوت کے لئے توثیق وثیق(پختہ دلیل) ہو جائے۔

استدلال از آیات: تیسرے پارے میں سیّدنا عزیر علیہ السلام کا قصہ اور سیّدنا ابراہیم علیہ السلام کا ذکر میرے مضمون کی تائید کے لئے کافی ہے۔سیّدنا عزیر علیہ السلام جب سو سال کے بعد خواب سے بیدار ہوئے تو انہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

''وَانۡظُرۡ اِلٰی حِمَارِكَ وَلِنَجۡعَلَكَ اٰیَةً لِّلنَّاسِ وَانۡظُرۡ اِلَی الۡعِظَامِ كَیۡفَ نُنۡشِزُھَا ثُمَّ نَكۡسُوۡھَا لَحۡمًا ؕ''(البقرۃ:۲۵۹)

ترجمہ:''اور دیکھ اپنے گدھے کو اور تجھ کو ہم نے نمونہ کیا ہے لوگوں کے واسطے اور دیکھ ہڈیاں کس طرح ان کو اُبھارتے ہیں پھر ان کو پہناتے ہیں گوشت۔''

---

(4) التکشف مہمات التصوف از اشرف علی تھانوی، حصہ اول از مجموعہ تکشف برائے کم استعدادان، تحقیق متعلق کرامت از رسالہ کراماتِ امدادیہ، مسئلہ چہارم، ص 10، کتب خانہ اشرفیہ، دہلی

اس واقعہ میں سو سال کے بعد گدھے کی بوسیدہ ہڈیاں (پرانی ہڈیاں) جو اس وقت چورہ چورہ ہوئی پڑی تھیں کسی شے کو واسطہ بنائے اللہ تعالیٰ نے اسے زندہ کر دیا چنانچہ فرمایا: ''کَیْفَ نُنْشِزُهَا اِلخ'' (البقرۃ:۲۵۹)

اس واقعہ کے بعد سیّدنا ابراہیم علیہ السلام کا واقعہ بیان فرمایا تاکہ کسی کو یہ وہم نہ رہے کہ احیاء الموتی (مردہ کو زندہ) کسی دوسرے کے ذریعہ سے کرتا ہی نہیں اللہ تعالیٰ نے اپنی قُدرت کا اظہار اپنے پیارے پیغمبر علیہ السلام کے ذریعے فرمایا چنانچہ سیّدنا ابراہیم علیہ السلام نے پوچھا الٰہ العالمین تو مُردوں کو کیسے زندہ کرتا ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا کیا میرے خلیل (علیہ السلام) میری قدرت پر تجھے اطمینان نہیں ہے۔ پیارے خلیل علیہ السلام نے عرض کی الٰہی ایمان تو ہے مگر اطمینانِ قلبی کی خاطر عرض ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا میرے پیارے اب یہ کام خود تیرے ذریعہ سے کرتا ہوں اب اس طرح کیجئے کہ چار پرندے پکڑ کر ان کو ریزہ ریزہ کر کے پہاڑ پر رکھ دیجئے ابراہیم علیہ السلام نے ایسا ہی کیا ان کے گوشت پوشت کو ریزہ ریزہ کر کے تمام ایک جز کر کے ان کے سروں کو تو اپنے پاس رکھ لیا اور باقی اجزاء پہاڑ پر رکھ دیئے پھر ہر ایک کا نام لے کر بلایا تو جسم اپنے سروں سے آملے اور سب کے سب زندہ ہو گئے۔[5] (تفصیل فقیر کی تفسیر اُویسی میں ہے۔)

اقول: اگر اللہ تعالیٰ خود بلاواسطہ زندہ فرماتا تو جیسے عزیر علیہ السلام کے واقعہ میں گدھے کے متعلق فعل کا اسناد (نُنْشِزُهَا ثُمَّ نَكْسُوْهَا لَحْمًا) (البقرۃ:۲۵۹) اپنی طرف فرمایا یہاں پر بھی ایسے ہی فرماتے، نہیں بلکہ پیارے کی شان بلند کرنے کی خاطر سیّدنا ابراہیم علیہ السلام سے فرمایا:

ثُمَّ ادْعُهُنَّ يَأْتِيْنَكَ سَعْيًا ؕ (البقرۃ:۲۵۹)

اے میرے خلیل (علیہ السلام) آپ علیہ السلام ان کو بلائیں آپ علیہ السلام کے بلانے پر آپ علیہ السلام کے پاس دوڑتے ہوئے آجائیں گے۔

چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ جب سیّدنا خلیل علیہ السلام نے ایک ایک کا نام لیا تو وہ جانور زندہ ہو کر سروں کے بغیر دوڑتے ہوئے ابراہیم علیہ السلام کے قریب آکر اپنے سروں سے مل گئے۔

فائدہ: واقعہ کا سیاق سباق خود بتاتا ہے کہ پرندوں کو زندگی تو خداوندِ قدّوس نے بخشی مگر درمیان میں واسطہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بلوانے کو بنایا تھا کہ نادان لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ قدرت تو اللہ تعالیٰ کی ہوتی ہے مگر شان بلند کرنے کے لئے اظہار بندوں سے کرایا جاتا ہے۔

۲- پارہ اوّل میں بنی اسرائیل کے مقتُول کا قصہ بہت مشہور ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس قصہ کے متعلق فرمایا ہے:

''وَاِذْ قَتَلْتُمْ نَفْسًا فَادّٰرَءْتُمْ فِيْهَا ؕ وَاللّٰهُ مُخْرِجٌ مَّا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ '' (البقرۃ:۷۲)

ترجمہ: ''اور جب کہ تم نے مار ڈالا تھا ایک شخص کو پھر لگے ایک دوسرے پر دھرنے اور اللہ تعالیٰ نکالتا ہے جو تم چھپائے تھے۔''

اس واقعہ کا خلاصہ یہ ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک شخص بہت مالدار تھا اس کی اولاد نہ تھی صرف دو بھتیجے تھے۔ ایک رات مال کی لالچ میں اُنہوں نے اسے مار ڈالا اور اس کی لاش کو دو گاؤں کے درمیان ڈال دیا اور سیّدنا موسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر ان دونوں گاؤں والوں پر دعویٰ کر دیا وہ لوگ چونکہ اس فعل سے بے خبر تھے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس واقعہ کی صحت کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا طلب کی حکم ہوا کہ یہ لوگ گائے ذبح کریں۔ لوگوں نے کہا کہ ہمارے ساتھ ٹھٹھامت کرو صحیح واقعہ بتلاؤ۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اسی طرح کہا ہے اُنہوں نے کہا اچھا بتاؤ گائے کیسے ہے،

---

(5) (قال تعالىٰ: وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّ اَرِنِيْ كَيْفَ تُحْيِ الْمَوْتٰى ؕ قَالَ اَوَلَمْ تُؤْمِنْ ؕ قَالَ بَلٰى وَلٰكِنْ لِّيَطْمَئِنَّ قَلْبِيْ ؕ قَالَ فَخُذْ اَرْبَعَةً مِّنَ الطَّيْرِ فَصُرْهُنَّ اِلَيْكَ ثُمَّ اجْعَلْ عَلٰى كُلِّ جَبَلٍ مِّنْهُنَّ جُزْءًا ثُمَّ ادْعُهُنَّ يَأْتِيْنَكَ سَعْيًا ؕ الآية)

الجامع لأحكام القرآن للقرطبي, سورة البقرة, الآية 260, 3/300, دار الكتب المصرية القاهرة, الطبعة الثانية. 1384هـ 1964م.

اس کا رنگ کیا ہے، کس کام کی ہے وغیرہ وغیرہ۔اللہ تعالیٰ نے سب تفصیل بتادی اب انہیں پتہ چلا کہ ان اوصاف کی گائے جو ایک یتیم کے پاس ہے وہ گائے یتیم سے بہت بڑی مہنگی لے کر ذبح کی جب گائے ذبح کی گئی تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

''فَقُلْنَا اضْرِبُوْهُ بِبَعْضِهَا ؕ''(البقرۃ:۷۳)

یعنی پھر ہم نے کہا مارو اس مردہ کو اس گائے کا ایک ٹکڑا۔

لفظِ بَعْض سے مراد مُفسرین نے زبان لی ہے، بعض مُفسرین کہتے ہیں سیدھی ران کا ایک ٹکڑا تھا، بعض کے نزدیک کان ہے، بعض کے نزدیک دُم کی ہڈی ہے بہر حال اس مردہ گائے کے بعض حصہ کو مردہ آدمی سے لگایا گیا تو وہ اُٹھ کھڑا ہوا اور تمام واقعہ بیان کرکے مر گیا۔[6]

(کذا فی مظہری صفحہ ۴۴، جلد ۱، خازن صفحہ ۵۷، صادی صفحہ ۳۷ جلد ۱ وغیرہا)

تقریباً تمام تفاسیر میں یونہی ہے: اِخْتِصَاراً وَتَطْوِيلاً بِطُرُقٍ مُّخْتَلِفَةٍ وَأَلْفَاظٍ مُتَنَوِّعَةٍ۔

اقول: واقعہ میں تین چیزیں قابلِ غور ہیں۔

۱) اول یہ کہ جب اللہ تعالیٰ قادر قدیر ہے کُن سے تمام کائنات پیدا فرما سکتا ہے۔اب مقتول کے زندہ فرمانے سے کون سا اِشکال تھا کہ نہ تو خود زندہ فرماتا ہے اور نہ ہی موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیتا ہے کہ تم میری اجازت سے مردہ کو زندہ کرلو بلکہ اُنہیں گائے کے ذبح کرنے پر مجبور کردیا اور وہ بھی خاص قسم کی جس میں بہت بڑے لمبے شرائط ذکر فرمائے۔ بہر حال اس طوالت میں کوئی حکمت مُضمَر (چھپا) ہے مولانا قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر ''مظہری صفحہ ۴۴ جلد ۱''میں فرماتے ہیں:

''شرط فيه ما شرط لما جرى عادته تعالى في الدنيا بتعليق الأشياء بالأسباب الظاهرة۔[7]

یعنی ''اللہ تعالیٰ نے ابتداً اس لئے مردہ کو زندہ نہ فرمایا اور اسے چند شرائط کے ساتھ مشروط فرمایا اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عادتِ مبارکہ ہے کہ اشیاء کو اسبابِ ظاہر سے متعلق فرمایا کرتا ہے۔''

فائدہ: اِنہی اسباب سے انبیاء واُولیاء علیٰ نبینا وعلیہم السلام کی مدد ہے تفصیل فقیر کی تصانیف میں ہے۔

۲) دوم یہ کہ اپنی قدرت کا مَظْہَر گائے کو کیوں بنایا حالانکہ گائے کے بجائے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو مَظْہَر بناتے جو اس کی قدرت کے مَظْہَرِ اعلیٰ بھی ہیں اور قوم کے نبی بھی اور قوم کو ان کے معجزے دیکھنے کی ضرورت بھی تھی اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قدرت کے اظہار پر دین کو فائدہ بھی تھا کہ معجزہ دیکھ کر شاید بعض لوگ ایمان لے آتے اور اس کی وجہ سیّدنا ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں:

''وكان لله تعالى فيه حكمة وذلك أنه كان في بني إسرائيل رجل صالح له ابن طفل وكان له عجل أتى بها إلى غيضة وقال اللهم إني استودعك هذه العجل لابني حتى يكبر ومات الرجل فصارت العجلة في الغيضة عوانا وكانت تهرب من كل من راها إلخ۔''[8]

---

(6) التفسير المظهري, سورة البقرة, الآية 67_73, 79/1_83, مكتبة الرشدية الباكستان, 1412ھ.
لباب التأويل في معاني التنزيل, سورة البقرة, الآية 67_73, 52/1, 53, دار الكتب العلمية بيروت, الطبعة: الأولى, 1415ھ.
(7) التفسير المظهري, سورة البقرة, الآية 73, 84/1, مكتبة الرشدية الباكستان, 1412ھ.
(8) التفسير المظهري, سورة البقرة, الآية 67, 80/1, مكتبة الرشدية الباكستان, 1412ھ.

یعنی ''اس میں حکمت یہ تھی کہ بنی اسرائیل میں ایک مرد تھا نیک اور اس کا ایک چھوٹا لڑکا تھا اپنی موت کو جب قریب دیکھا تو بچے کے لئے ایک بات سوجھی وہ یہ کہ اس کے گھر ایک گائے کا بچھڑا تھا اور اسے جنگل میں لے جا کر اللہ تعالیٰ سے عرض کی یا اللہ یہ بچھڑا تیری امان میں ہے میرے بیٹے کے لئے جب تک وہ بڑا نہ ہو یہ گائے تیرے سپرد ہے۔ چنانچہ ایسے ہی ہوا کہ وہ گائے جنگل میں رہتی جس جس کو دیکھتی ڈر کے مارے بھاگ جاتی۔ الخ''

(اخرجہ ابن جریر عن ابنِ عباس موقوفاً مظہری صفحہ ۴۲، جلد ۱)

فائدہ: اس سے اُولیاءاللہ کی شان کا اندازہ لگائیے۔

۳) سوم یہ کہ گائے کے بعض کے ساتھ لگانے سے زندہ کرنے کے کیا معنی اس کے متعلق بزرگوں نے فرمایا ہے کہ گائے سببِ ظاہری بھی ہے اور ولی کے ساتھ متعلق بھی اللہ تعالیٰ اس طویل بیان سے یہ ظاہر فرمایا کہ میری قدرتوں کا اظہار میرے اُولیاء کے مُتَعَلِّقَات سے بھی ہوتا ہے دیکھئے اس گائے کا حال کہ جب اسے ولی سے نسبت ہوئی تو ہمیں اس سے ایسا پیار ہوا کہ اسے مَظْہَرِ قدرت بنا دیا کہ اس کے ذریعہ مردہ زندہ کر دیئے۔

ان وجوہ کے بعد نادان لوگوں سے معلوم کریں کہ کیا محبوبِ سبحانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس گائے کی دُم کی ہڈی سے بھی کم ہیں جب ولی کی گائے مردہ زندہ ہونے کا سبب بن سکتی ہے تو ولیوں کے ولی اور غوثوں کے غوث کی دعائیں مردہ زندہ کرنے کی تاثیر کیوں نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ نے ایک مردہ کو ایک ولی کی گائے کی ایک ہڈی سے زندہ فرمایا تو کون سا اِشکال ہے کہ غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دعا سے مردہ زندہ کر دے۔

بھائیو یہ وہ لوگ غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کرامات کا انکار نہیں کر رہے بلکہ اسی انکار سے دراصل قادرِ قدیر (اللہ تعالیٰ) کی قدرت سے منکر ہو رہے ہیں۔ (وَلٰكِنْ لَّا يَشْعُرُوْنَ)[9]

ان واقعاتِ قرآنیہ سے ثابت ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ اپنے پیارے بندوں کی شان کو ظاہر کرنے کے لئے اپنی قدرت بالخصوص مردوں کو زندہ کرنے کا اظہار بندوں سے کراتا ہے اب دیکھنا یہ ہے کہ قرآن کریم میں کسی جگہ پر کوئی ایک ایسا بیان فرمایا ہو جس میں محبوبِ سبحانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قصے کے مطابق ہو اور وہاں بھی بعینہ یہی بات ہو وہاں پارہ دوم میں ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

''اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ خَرَجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَهُمْ اُلُوْفٌ حَذَرَ الْمَوْتِ فَقَالَ لَهُمُ اللّٰهُ مُوْتُوْا ثُمَّ اَحْيَاهُمْ اِنَّ اللّٰهَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَشْكُرُوْنَ'' (البقرۃ: ۲۴۳)

ترجمہ: ''اے محبوب! کیا تم نے نہ دیکھا تھا انہیں جو اپنے گھروں سے نکلے اور وہ ہزاروں تھے موت کے ڈر سے تو اللہ تعالیٰ نے ان سے فرمایا مر جاؤ پھر اس نے انہیں زندہ فرما دیا بیشک اللہ تعالیٰ لوگوں پر فضل کرنے والا ہے مگر اکثر لوگ ناشکرے ہیں۔''

اصل واقعہ یوں ہے کہ علاقہ واسطہ میں ایک بستی بنام "داوراں" تھی جہاں ایک بار طاعون آیا مالدار تو شہر کو چھوڑ کر جنگلوں میں بھاگ گئے غُرباء وہاں رہ گئے، قدرت کی شان بھاگنے والے بچ گئے اور جو نہ بھاگے اکثر ہلاک ہو گئے جب طاعون جاتا رہا وہ مالدار صحیح و سالم واپس لوٹ آئے۔ غُرباء نے کہا کہ یہ لوگ بڑے دانا تھے کہ بھاگ کر اپنی جانیں بچا لیں آئندہ ہم بھی ایسا کریں گے۔ اتفاقاً اگلے سال پھر طاعون آگیا اب سارے شہر والے بھاگ کر کسی علاقہ میں چلے گئے بحکمِ خدا ایک فرشتہ نے چیخ ماری آناً فاناً سب ہلاک ہو گئے، آٹھ دن تک ان کی لاشیں وہیں پڑی رہیں یہاں تک کہ پھوٹ پھوٹ کر سخت بدبو پھیلی اور آس پاس کے لوگ پریشان ہو کر ادھر آئے اور چاہا کہ انہیں دفن کر دیں مگر اتنے آدمیوں کا دفن کرنا ناممکن تھا اسی لئے اُنہوں نے مردوں کے آس پاس اُونچی چار دیواری کھینچ دی تاکہ یہاں کوئی درندہ نہ پہنچے اور وہ بھی بدبو سے محفوظ رہیں یہاں تک یہ لاشیں بالکل گل سڑ گئیں اور ان کی ہڈیاں بکھر گئیں۔ اتفاقاً وہاں سے

---

(9) البقرۃ: ۱۲ **ترجمہ:** مگر انہیں شعور نہیں

حِزْقِیْل علیہ السلام کا گذر ہوا آپ علیہ السلام نے دعا کی تو یہ تمام لوگ زندہ ہوگئے جنہیں ذوالکفل کہا جاتا ہے گزرے اتنی ہڈیوں کو بکھرا ہوا دیکھا مُتَعَجِّبْ ہو کر کھڑے ہوگئے اور اللہ تعالیٰ سے عرض کی مولیٰ انہیں زندہ فرمادے، وحی آئی کہ آپ علیہ السلام انہیں پکاریئے چنانچہ آپ علیہ السلام نے پکارا اے ہڈیو! بحکمِ الٰہی جمع ہوجاؤ وہ تمام جمع ہوگئیں پھر آواز آئی کہ گلے سڑے جسمو! بحکمِ خدا تم گوشت اور کھال پہن لو آواز دینے سے ایسا ہی ہوگیا پھر آواز دی اے مردوں! اب رب تعالیٰ کے حکم سے اُٹھ کھڑے ہو وہ سارے "سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ . أَشْهَدُ أَنْ لا إِلَهَ إِلا أَنْتَ" کہتے ہوئے اُٹھ کھڑے ہوئے پھر یہ لوگ کئی سال زندہ رہے مگر ان کے چہرے مردوں کے سے تھے ان سے اولاد بھی پیدا ہوئی اور اولاد میں کچھ خفیف سی بو تھی۔[10]

(رُوح البیان صفحہ ۲۵۶، جلد ۱ ودیگر تفاسیر معتبرہ میں یہ واقعہ موجود ہے۔اُویسی غفرلہٗ)

یہ واقعہ بعینہٖ غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے واقعہ کے مطابق ہے اور اس واقعہ کو بلا انکار تمام مفسرین نقل فرمارہے ہیں۔اس آیت کے تحت تفسیر کبیر، تفسیر روح المعانی، بیضاوی وغیرہ میں دیکھئے۔خداوند قدوس کے پیارے نے ہڈیوں کو دیکھ کر دعا کی اور تین بار دعا کرنے سے ہزاروں کی تعداد کو عرصہ کے بعد زندہ کردیا۔ حِزْقِیْل علیہ السلام کے اس قصہ کو ماننے پر کسی قسم کا اِشکال (شک وشبہ) نہیں کیا جاتا لیکن غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے واقعہ میں طرح طرح کے اِشکال سامنے آجاتے ہیں واللّٰہ أعلم۔

کیوں اب نہ ماننے والے حضرات نہ مانیں ان کی مرضی مگر ہم نے تفاسیر کی تائیدیں بھی پیش کردی ہیں علاوہ ازیں دیگر قرآنی ثبوت پیش کردوں کہ قادر قدیر (اللہ عزوجل) اس سے بڑھ کر اُولیاءِ کرام سے اپنی قدرت کے کرشمے دکھاتا ہے۔

۴۔سورہ طٰہٰ پڑھیئے اور اس میں سامری کا حال دیکھئے کہ اس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا کہ اب وہ نہیں ہیں تو سونے کے زیورات جلا کر گوسالہ (بچھڑا) کی صورت تیار کرلی اور اس میں سیّدنا جبریل علیہ السلام کے گھوڑے کے پاؤں کی مٹی اس مؤرت (پتلہ) کے منہ میں ڈال دی کہ جس کی برکت سے اس مورت سے آواز آنے لگی۔بنی اسرائیل اس کی پرستش (عبادت) میں شروع ہوگئے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے واپس آکر حضرت ہارون علیہ السلام سے فرمایا یہ ساری حرکت سامری نے کی ہے، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے سامری کو بُلایا اور فرمایا: ''قَالَ فَمَا خَطْبُكَ يٰسَامِرِيُّ'' (طٰه:۹۶) ''اے سامری اب تیرا کیا حال ہے؟'' اس نے اپنا واقعہ سُنایا کہ جب فرعون کے غرق ہونے کا وقت قریب آیا تو '' بَصُرْتُ بِمَا لَمْ يَبْصُرُوْا بِهٖ'' (طٰه:۹۶) میں نے وہ معاملہ دیکھا جو لوگوں نے نہیں دیکھا، یعنی جہاں حضرت جبرائیل علیہ السلام کی گھوڑی قدم رکھتی وہ جگہ سبز ہوجاتی تھی ''فَقَبَضْتُ قَبْضَةً مِّنْ اَثَرِ الرَّسُوْلِ فَنَبَذْتُهَا وَ كَذٰلِكَ سَوَّلَتْ لِيْ نَفْسِيْ'' (طٰه:۹۶) پھر اس مٹی کو میں نے ڈال دیا اسی صورت میں جو میں نے زیورات سے تیار کی تھی اور میرے دل کو یہی بات بھلی لگی۔[11]

یہ واقعہ پڑھنے کے بعد نتیجہ نکالئے کہ بچھڑا زیورات سے تیار ہوا اس سے قبل اس میں روح نہیں تھی اور بچھڑے کو کسی ولی اللہ کی دعا سے زندگی نہیں مل رہی بلکہ ایک فرشتے کے گھوڑے کے پاؤں کی مٹی سے اور مٹی ولی اللہ نہیں ڈال رہا بلکہ دشمنِ دین ہے۔اب سوچنے کی بات ہے کہ قادر قدیر نے ایک گھوڑی کے پاؤں کی مٹی میں (کہ جسے دشمنِ دین نے اُٹھا کر زیورات کی ایک مورت میں ڈالا ہے) یہ تاثیر فرمائی ہے کہ اس جسم بے روح میں از سرِ نو (نئی) روح پیدا کرکے زندگی دے دی۔کیا اُولیاءِ کرام جس کے متعلق حدیث شریف میں ہے جسے امام مسلم نے روایت کیا ہے حضور ﷺ فرماتے ہیں:

---

(10) پوری تفصیل آئندہ صفحات کے قصیدہ فارسی میں ہے۔اُویسی

روح البیان، سورة البقرة، الآیة 243، 377/1، دار الفکر بیروت.

(11) مدارك التنزيل وحقائق التأويل، سورة طه، الآية 85_96، 378/2_381، دار الكلم الطيب بيروت، الطبعة الأولى 1419هـ 1998م.

''لو أقسم على اللّٰہ لأبرہ''[12]

بالخصوص غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ (جو کہ تمام اُولیاءِ کرام کے شہنشاہ ہیں اور اللہ تعالیٰ کے وہ محبوب ہیں کہ اپنی منہ مانگی بات رب تعالیٰ سے منواتے ہیں)[13] سے خداوند قدوس کو (معاذاللّٰہ) ضد ہے کہ ناز برداری نہ فرمائے اور وہ بڑھیا کے ساتھ وعدہ کرلیں کہ تیری ساری بارات واپس کراؤں گا پھر اس وعدہ سے انہیں شرمسار کرائیگا بلکہ ہمارا رب وہ رحیم کریم ہے کہ ہم جیسے مجرم بھی اگر دعا کے لئے خالی ہاتھ اُٹھائیں تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے بندے کے خالی ہاتھ دیکھ کر مجھے شرم آتی ہے کہ اس کے خالی ہاتھ لوٹاؤں۔[14] پھر ہم کہاں اور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہاں جو عالی شان اور اعلیٰ نشان رکھتے ہیں اگر کوئی شخص ان کے وسیلے سے بتوجہ تام اللہ تعالیٰ سے دعا طلب کرے تو اللہ تعالیٰ قبول فرماتا ہے۔ خود غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زبانی سنیئے:

''من استغاث بي في كربة كشفت عنه ومن ناداني باسمى فى شدة فرجت عنه ومن توسل بي في حاجة قضيت له۔''[15]

یعنی ''جو کسی تکلیف میں مجھ سے مدد مانگے وہ تکلیف دور ہو اور جو کسی سختی میں میرا نام پکارے وہ سختی دفع ہو اور جو کسی حاجت میں مجھے وسیلہ کرے وہ حاجت روا (حاجت پوری) ہو'' دیگر مقام پر فرماتے ہیں: ''إِذَا سَأَلْتُمُ اللّٰهَ تَعَالَى فَاسْأَلُوهُ بِي''[16]

یعنی جب تم اللہ تعالیٰ سے سوال کرو تو میرے وسیلے سے مانگو یہ مضامین بَاَسَانید صحیحہ (درست سند کے ساتھ) غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے آئمہ دین واکابرِ معتمدین نے روایت فرمائے ہیں۔ انہی وجوہ کے پیشِ نظر کسی مُنصِف مزاج کو انکار کی گنجائش نہیں۔ (كرامة الأولياء حق)[17]

محبوبِ سبحانی غوثِ صمدانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کرامات جو کہ دراصل قادر قدیر (اللہ تعالیٰ) کی قدرت کا کرشمہ ہے اس سے وہ شخص انکار کرے گا جو دراصل قادر قدیر (اللہ تعالیٰ) کی قدرت میں شک کرتا ہے ورنہ بات ظاہر ہے کہ ڈوبا ہوا بیڑہ غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی قدرت سے نہیں ترایا بلکہ رب کی قدرت کے ماتحت دعائے مُستَجاب سے یہ مشکل حل فرمائی۔ اس لمبی چوڑی تمہید و توثیق کے بعد اصل واقعہ کا اثبات ایک مستند کتاب سے سنیئے۔ ''سلطان الاذکار فی مناقب غوث الابرار مطبوعہ ۱۳۳۰ھ بحوالخلاصۃ القادریہ من تصنیفِ لطیف شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ'' میں ہے کہ ایک دن حضور غوثِ اعظم تفریحاً دریا کی طرف تشریف لے گئے دیکھا کہ چند عورتیں پانی لینے کے لئے دریا پر آئیں اور اپنے اپنے گھڑے بھر بھر کر اپنے گھروں کو چلی گئی مگر ایک ضعیفہ اپنا گھڑا پانی سے بھر کر دریا کے کنارے پر رکھ کر چادر منہ پر ڈال کر زار و قطار رونے لگی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رونے کا موجب خادم سے پوچھا ایک نے عرض کی کہ مجھے بخوبی معلوم ہے کہ اس بوڑھی کا ایک اکلوتا بیٹا تھا۔ اس کی شادی خانہ آبادی بڑے احتشام اور دھوم سے ہوئی، بارات

---

(12) اگر وہ اللہ تعالیٰ کے سامنے قسم کھا کر کہہ دیں کہ یا اللہ یہ کام کرنا ہے تو اللہ تعالیٰ ان کی قسم پوری کر دیتا ہے۔

صحيح مسلم، كتاب القسامة والمحاربين والقصاص والديات، باب إثبات القصاص في الأسنان وما في معناها، رقم الحديث 1675، 1302/3، مطبعة عيسى البابي الحلبي وشركاه القاهرة، 1374 هـ 1955 م.

(13) یعنی ولایت کی ڈگریوں میں جب بندہ فنائیت وابدالیت کے مقام تک پہنچتا ہے تو اسے عالمِ دنیا میں خرقِ عادت کے طور پر تصرفات کی اجازت مرحمت ہوتی ہے جو قدرت کا ظہور ہوتا ہے جیسے معجزاتِ انبیاء قدرت کا ظہور ہوتے ہیں۔ ملخصاً فقیر اُویسی غفرلہ'

(14) سنن الترمذي، أبواب الدعوات عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، باب في فضل التوبة والاستغفار وما ذكر من رحمة الله بعباده، رقم الحديث 3556، 521/5، دار الغرب الإسلامي بيروت، الطبعة الأولى، 1996 م.

(15) بهجة الأسرار ومعدن الأنوار، ذكر فضل أصحابه وبشراهم، رقم الصفحة 197، دار الكتب العلمية بيروت لبنان، الطبعة الأولى، 1423 ھ 2002 م.

(16) اتحاف الاكابر في سيرة ومناقب الامام محيي الدين عبد القادر الجيلاني الحسني الحسيني، الفصل الرابع: جملة من كراماته ومناقبه، رقم الصفحة 232، دار الكتب العلمية بيروت لبنان، 2007 م.

(17) یعنی بندہ خدا کو تکوسیہ یعنی مردوں کا زندہ کرنا وغیرہ اللہ تعالیٰ سے عطا ہوتا ہے بقول تعالیٰ کے اس نے اپنی بعض آسمانی کتابوں میں فرمایا اے میرے بندے تو میرا ہو جا جب تو میرا ہو جائے گا تو تو جسے بھی کہے گا کن ہو جا فیکون تو وہ ہو جایئگا۔

دلہن کے گھر گئی عقد و نکاح سے فارغ ہو کر بارات دلہن کو ہمراہ لے کر اپنے گھر چلے درمیان میں دریا عبور کرنا تھا کشتی پر سوار ہوئے بقضائے الٰہی ساری بارات ڈوب گئی اس وقت بارہ سال ہی گزرے ہیں مگر بڑھیا کے دل کی برقراری ایسے ہی غم والم میں گرفتار ہے جس وقت غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے واقعہ سنا فرمایا بڑھیا کو میرے پاس لاؤ بڑھیا کو حاضر کیا گیا آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا تیری درد بھری فریاد سے میں بڑا متاثر ہوا۔

تیرے ساتھ وعدہ کرتا ہوں کہ تیری ساری بارات اللہ تعالیٰ سے واپس دلوادونگا یہی وعدہ فرماتے ہوئے سر سجدہ میں رکھ دیا اور بارگاہِ ایزدی میں عرض کی مولیٰ اس بڑھیا کی بارات کو نئی زندگی دے کر بارات کو واپس لوٹادے۔ تین بار اسی طرح عجز وزاری سے اِلتجا کی آخر مالکِ قدیم نے محبوب کا کہنا خالی نہ گیا اور یکایک دریائے رحمت کو جوش آیا اور ایک ہی جوش سے کشتی بمعہ اسباب اور گھوڑے اُونٹ وغیرہ بارات صحیح وسالم باہر نکل آئی۔ بڑھیا کی خوشی کی انتہا نہ رہی قدموں پر گر پڑی آخر اجازت لے کر شہر میں چلی شہر کو کرامت کا علم ہوا کئی بُت پرست مشرف باسلام ہوئے۔[18]

اقوال: کرامت کو فی نفسہٖ کرامت ماننا کافی ہوتا ہے مگر بعض لوگ قلبی مرض میں مبتلا ہونے کی وجہ سے اُولیاءِ کرام کی کرامت پر مُعْتَرِض رہتے ہیں۔ یہ کرامت گذشتہ دلائل کی روشنی سے صحیح معلوم ہوتی ہے مولانا برخوردار ملتانی جو دیگر مفید تصنیفات کے مصنف ہونے کے علاوہ شرح عقائد جیسی مشہور و معروف کتاب کے محشی بھی ہیں اپنی کتاب "غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ صفحہ ۷۷ مطبوعہ ۱۳۳۳ھ" میں فرماتے ہیں اس پیرزن کا قصہ ہر چھوٹے بڑے کی زبان زد ہے اور سخت مشہور ہے اس کی شُہرت ہی دلیلِ صدق معلوم ہوتی ہے۔[19] اس سے آگے چل کر فرماتے ہیں کہ بعض مردہ دل اس کرامت پر کئی قسم کے خدشات پیش کرتے ہیں کہ اتنی مدتِ مدید (لمبی مدت) کے بعد بارات کا نکلنا دُور از عقل ہے بے خبر اس سے کہ خَلاقِ عالم قادرِ حشر ونشر کے آگے یہ امر کیا مشکل ہے۔ یہ نہیں سمجھتے کہ اس سے ایمان میں فرق آتا ہے معجزات اور کرامات کو درحقیقت فعل اللہ مانا ہوا ہے۔[20]

اس کے بعد چند دلائل اسی واقعہ کی توثیق (پختگی) کے لئے بیان فرمائے کہ حضرت غوثِ صمدانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ "فتوح الغیب" میں فرماتے ہیں:

"ثم یرد إلی التکوین فیکون جمیع ما یحتاج إلیه بإذن اللّٰه۔"[21]

یعنی "بعد حصولِ فنا اتم جو کہ غایت احوال ابدال واقطاب ہے کبھی عارف کو تکوین کی قدرت دی جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ کے اِذْن سے کل ما یحتاج الیہ کو موجود کرلیتا ہے۔"

"بہجۃ الاسرار" میں حضرت غوثِ صمدانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مقولہ ذکر کیا ہے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

"أنا حجة الله علیکم وأنا نائب رسول اللّٰه ووارثه في الأرض یقال لي یا عبد القادر تکلم یسمع منك"[22]

یعنی "میں زمین میں نائب ووارثِ سرورِ عالم ﷺ ہوں مجھے فرمایا جاتا ہے کہ اے عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو مانگنا ہو مانگ قبول ہوگا۔" شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے "فتوح الغیب" کی شرح میں مقولہ تکوین کے پیچھے بایں کلمات قلم رسائی فرمائی ہے۔

---

(18) سلطان الاذکار فی مناقب غوث الابرار، صفحہ نمبر 75_78، دلپذیر پریس لکھنؤ۔

(19) غوث اعظم، صفحہ نمبر 277، زاویہ پبلشرز دربار مارکیٹ لاہور۔

(20) غوث اعظم، صفحہ نمبر 279، 280، زاویہ پبلشرز دربار مارکیٹ لاہور۔

(21) فتوح الغیب، المقالة السادسة والأربعون في قوله صلی الله علیه وسلم عن الحدیث القدسي ((من شغله ذکري ...)) إلی آخره، رقم الصفحة 73، دار الکتب العلمیة 2017م۔

(22) بهجة الأسرار ومعدن الأنوار، ذکر کلمات أخبر بها عن نفسه محدثا بنعمة ربه إلخ، رقم الصفحة 49، 50، دار الکتب العلمیة بیروت لبنان، الطبعة الأولی، 1423ھ 2002م۔

"پستر بعد از رسیدن بمرتبه فنا ولایت و ابدالیت گاہے رو کردہ میشود و سپردہ میشود بوے پیدا کردن اشیاء و تصرف در اکوان که عبارت از خرق عادت و کرامات است پس یافته میشود تمامه آنچه احتیاج کردہ میشود بسوئے او بدستوری خدا و قدرت وے عزوجل یعنی در حقیقت فعل حق است که بر دست ولی ظہور یافته چنانچه معجزه بر دست نبی۔"

پھر اس کے آگے چل کر لکھا ہے کہ "ایں رد و تکوین و اعطاءِ تصرف درکائنات ثابت و مذکور است بقولِ حق سبحانه و تعالیٰ دربعض کتابہائے وے که پیغمبرانِ خود فرستادہ اے فرزند آدم المعنی تقول لشی کن فیکون۔"(23)

واقعہ مذکورہ کوئی ایسا مخفی نہیں کہ جسے صرف آج کل کے خوش عقیدت وابستگانِ دربارِ غوثیہ بیان کرتے ہیں بلکہ قدیم سے اس نے بہت سے عُلماء و فُضلاء اور اُولیاء کی قلم ولسان سے شہرت پائی چنانچہ مولانا برخوردار ملتانی محشی نبراس شرح عقائد کا مقولہ آپ سن چکے ہیں، آپ نے لکھا ہے کہ اس کی شہرت دلیلِ صدق معلوم ہوتی ہے اب ایک عارف غلام محی الدین قصوری رحمۃ اللہ علیہ (جو کہ حضرت شاہ غلام علی صاحب دہلوی قدس سرہ کے آخری خلیفہ کے علاوہ قطب الوقت ہونے کے علم میں بے نظیر و بے مثل تھے)(24) کا قصیدہ درباہ واقعہ ہذا (اس واقعہ کی گفتگو) درج کرتا ہوں یہ قصیدہ وہ مقبول قصیدہ ہے جسے عالمِ نبیل مولانا حیدر اللہ خان صاحب درانی مجددی نقشبندی نے اپنی کتاب "درۃ الدرانی علی ردۃ القادیانی" میں نقل کیا اور فقیر نے مولانا برخوردار ملتانی کی کتاب "غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ" سے لکھا ہے:

قصیدہ مع ترجمہ درباروا قعہ هذا

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

گویم نخستیں حمد حق	آں خالق ارض و سما
پہلے اللہ کی تعریف کرتا ہوں	کہ وہ زمین و آسمان کا خالق ہے
قیوم قادر مقتدر	اهلِ طلب را رهنما
قیوم اور قادر مقتدر ہے	طالبانِ حق کا رہنما ہے
زاں پس درود مصطفی	گویا بصد صدق و صفا
اس کے پاک نبی کریم ﷺ پر	درود عرض کرتا ہوں نہایت صدق و اخلاص سے
فخر الرسال خیرالوریٰ	هادی سبل نور الهدیٰ
آپ رسولوں کے فخر اور تمام کائنات سے افضل	اور سیدھے راہوں کے ہادی اور ہدایت کے نور ہیں
برآں و بر اصحاب او	بر جمله احباب او
آپ کی آل و اصحاب اور	جملہ احباب پر اور
برد اخلان باب او	بر جمله احباب او

(23) غوث اعظم ۔ صفحہ نمبر 280 ، زاویہ پبلشرز دربار مارکیٹ لاہور۔

(24) (مولانا غلام محی الدین قصوری رحمۃ اللہ علیہ بڑے خدا رسیدہ بزرگ تھے۔ تحفہ رسولیہ میں اپنے صاحبزادے کی ولادت کی خبر قبل از وقت دی اور نام بھی تجویز کر دیا اور بڑی بڑی کرامتیں ان سے ظاہر ہوئیں۔ ان کا علمی مرتبہ وہی جانتے ہیں جو ان کے سوانح سے باخبر ہیں مختصر طور پر فقیر نے اپنی کتاب "تذکرہ علماءِ اہلسنّت" میں لکھ دیا ہے۔)

تحفہ رسولیہ مع کرامت غوث اعظم (مترجم) ۔ صفحہ نمبر 228 ، مکتبہ صدیقیہ جامع مسجد انوار مصطفی صلی اللہ علیہ و سلم لاہور۔

ان کے دروازہ اقدس پر پڑے ہوں	پر درود ہو جان ودل سے اس کی تعریف کرتا ہوں
مدح جناب محی الدین	آں غوثِ اعظم با لیقیں
جناب محی الدین کی مدح کرتا ہوں	آپ یقیناً غوثِ اعظم ہیں
محبوب رب العا مین	تن راتوں جان رااجلا
اور اللہ تعالیٰ کے محبوب	اور عاجزوں کا سہارا رات اور جان کی روشنی ہیں
دادش خدا قرب آں چندن	کس ینست یارائے بیاں
اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایسا قرب عطا فرمایا ہے	کہ کسی بیان کرنے کی طاقت نہیں
پائے شریفش رامکاں	برگردن کُل اُولیاء
اس بلند مرتبہ کا قدم	ہر ولی کی گردن پر ہے
باشد کرامتھا ئے او	چوں معجزات مصفطی
ان کی کرامتیں سرورِانبیاء	ﷺ کے معجزات کی طرح بیشمار ہیں
خارج زحد بیروں زعد	حد ش مذاند جز خدا
جن کی نہ کوئی حد ہے اور نہ شمار	سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی کو علم نہیں
مشتے ازاں خروارھا	یکدانہ زاں انبا رھا
مشتے نمونہ خروار(مخصوص وزن)اور	اس انبار سے ایک دانہ
روزے بطور خوشدلی	آں پیشوائے مرولی
کہ ایک دن بطورِ خوشی	وہ ہر ولی کے پیشوا
بھرتفرج شد خلی	ازطرف صحرائے فضا
سیر کی خاطر جنگل کی طرف	کھلے میدان میں نکلے
ناگہ گزشتہ سیر او	بر ساحل بحرنکو
اچانک آپ کی سیر کا گذر	ایک عجیب دریا کے کنارے سے ہوا
یک پیرزن شد روبرو	نالہ وگریہ ھا ؤھا
کہ جس پر ایک بڑھیا روتی چلاتی	زاری کرتی ہوئی حاضر ہوئی
قدش کماں زہ ازعصا	تیرش زاہ جانگزا
اس کا قد کمان اور اس کا زہ عصا	اس کا قد آہ جانگزا تھی
اشکش رواں چوں سیلھا	لرزاں ولغزاں دست وپا
سیلاب کی طرح سے آنسو جاری تھے	اور ہاتھ پاؤں کو لرزہ تھا
پرسید پیرش ازکرم	ازباعث آں دردوغم
اس بوڑھی سے مہربانی فرما کر	دردو غم کا موجب پوچھا
اوخو اندہ حرفے پرالم	ازدفترآں ماجرا

اس نے اپنے ماجرا کے دفتر سے ایک	پُردرد عرض بیان کرتے ہوئے
گفتاکه ازباغ جهان	یک داشتم سردردان
کہا کہ باغِ جہاں سے	مجھے ایک سردرداں نصیب تھا
یعنی که فرزند جواں	بوده ست پیری عصا
یعنی نوجوان بیٹا	جو کہ بڑھاپے میں میرا سہارا تھا
قصر سرورا افراخته	کردم بر آتش رابنا
ایک مکان عالیشان تیار ہوا	شاید آگ پر اس کی بناء ہوئی
گشته برات اورواں	با کروفر خسرواں
اب بارات روانہ ہو پڑی	شاہوں کے گردفر کی طرح
آلات شادی درمیان	دف ودهل قرنا ؤنا
شادی کے اسباب کے ساتھ	شاہوں کے گردفر کی طرح
دادم بسے همراه را	یکسر گداؤ شاه را
اس کے ساتھ بہت لوگوں کو بھیجا	جس میں بہت امیر وغریب تھے
چوں قطع کردم راه را	آسودم ازرنج و عنا
جب سفر طے ہو گیا	رنج وتکلیف دور ہوئی
آن طرف ثانی یکطرف	درها کشاداز صدف
دوسری طرف والوں نے	صَدَف سے موتی کھولے
داد ند سیموزربکف	کردند مهما ں راعطا
بہت سیم وزر عنایت	ہوئے مہمانوں کو
کردند حاضر اطعمه	شیریں و شوریں همه
بعام حاضر ہوئے	نمکین وشیریں
شاهی کبا ب و کورمه	حلوائے چیں رومی پلاؤ
شاہی کباب اور قومہ	اور چینی حلوے اور رومی پلاؤ
شریں بریج انبارها	حلوا ؤناں خلوا رها
میٹھے چاول بہت	حلوہ پوڑی کا تو حساب ہی نہ تھا
تانبده و فرخنده خو	خوشبو سیرخوں نا فه جو
نہایت حسین اور مبارک عادت	بہترین خصلتوں والا
یک جلوه دیدار او	صد درد منداں رودوا
اس کے دیدار کا ایک جلوہ	دردمندوں کی دوا تھا
جودو جما لش آیتے	حسن و شخا ئش غا یتے

اس کی سخاوت اور جمال اللہ تعالٰی کی	آیت تھی اور نہایت حسین اور سخی
مشتا ق اوذو ایتے	محتاج او اهل بوا
مشہور لوگ اس کے مشتاق رہتے ہیں	اور پھر محتاجوں کا کیا پوچھنا
ازخون و دل دادم لبن	جاں داد مش برجان وتن
دل کے خون سے میں نے اسے دودھ دیا	اس کی جان و تن پر میں نے جان دے دی
فارغ نزدیکدم زدن	درخد تش صبح و مساء
اس کے دانت جب پیدا ہوئے	تو میں نے اسے دودھ سے دور کیا
هر چیزکم داده خدا	مصروف کردم درغزا
جو شے اللہ تعالٰی نے مجھے دی	اس کی غذا پر میں نے صَرف کر دی
چودیده کردم پرورش	نادید ها دادم خورش
آنکھ کی طرح اس کی پرورش کی	نایاب چیزوں کی خوراک دی

حاشیه:

بکسر الکاف دار صل کہ ام تھا۔

مند یل زریں برسرش	تعلین سمیں زیرپا
سنہری رومال اس کے سر پر	چاندی کی بغلیں اس کے پاؤں میں
پوشاک آں پاکیزہ تن	مشروع ململ گلبدن
اس کے جسم کی پوشاک	اعلٰی قسم کی ململ تھی
زربفت چین و خزختن	دبیا با علام طلاء
چینی زربسنت ختن کاریشم	جس پر طلائی نقش منقوش تھے
بودم بردیش شادماں	داخل سبلک بیغمان
ہر دن رات مجھے اس کے	شُغل میں بسر ہوتا رہا
چوں شد بقوت بال او	حیراں جهاں برحال او
جب اس کے بال جے	تو اس حال پر لوگ بڑے حیران تھے
شیرژیاں پا مال او	همد ست شد با اژدها
مست شیر بھی اس کے سامنے عاجز تھے	اژدھائی طاقت رکھتا تھا
گفتم بدل ازبنداو	بینم رض فرزنداو
دل میں خیال آیا کہ کہیں اس کا بیاہ کروں	تا کہ اس کی اولاد اپنی انکھوں سے دیکھ لوں
دادم ازاں پیوند او	با خاندان ذوالعلاء
چنانچہ اس کا عقد و نکاح	ایک علی قدر خاندان میں ہو گیا
رسم شگوں شد ساخته	اسباب شد پرداخته

شادی کے رسوم تیار ہونے لگے	تمام اسباب تیار ہونے لگے
با دام و شکربارها	خمها زآچا روابا!
کھانڈ و بادام کثیر تھے	اچار چٹنیوں کے خَم پر خَم تھے
داده جهاز آن دوالقدر	زیورفزوں آوند زر
اس ذی قدر نے اپنی لڑکی کی جہیز دیا	زیور بے شمار اور سونے کے برتن
صد نا فه مشک تتر	صد نیفه ثوب صفا
ناتار کے مُشک کے کئی ڈبے	قِسم قِسم کے کپڑے
اسپاں مرصع زیں وقس	استر شترها بارکش
گھوڑے زین والے دیگر جانور	استر اا ور اشتر بار بر وار
وهان غلام ماه وش	دیگر نفائس بے بها
بے شمار حسین غلام	علاوہ ازیں دیگر نفیس اشیاء بہا
چونکه بزهره شد قرین	ورساعت نیکو ترین
زہرہ کے ساتھ ہمارا ستار قرین تھا	ہر لمحہ اچھی نیکیوں میں
گشیتم زآنجار اهگزیں	با صد هوس با صدرجا
ہم دانش روانہ ہوئے	بڑی خوشی اور بلند امیدواروں کے ساتھ
ورکشتی ایں بهرخوں	آمد برات ازبخت دوں
اس خونی دریا میں کشتی پر سوار ہو کر	بارات داخل ہوئی
کشتی چوں گردوں شد نگوں	شد غرق طوفان فنا
کشتی اُلٹی تو تمام طوفان	میں غرق ہو گئے
نو شه عروس و همرهاں	دوطرفته العین نا گهاں
وہ بادشہ کہ جس کا حکم بھی کن کا حکم رکھتا ہے	طرفتہ العین میں اچانک سب
نشتند درد ریا نهاں	گویا نه بوده گاه بقا
دریا میں ڈوب گئے گویا وہ	تھے ہی نہیں
ازقصد زال کهن	زد جوش دریا ئے عطاء
بڑھیا کے قصہ سے	ان کے دریا ے جوش مارا
گفتارکه اے غمخواره	دردشت غم آواره
فرمایا کہ اے بڑھیا غمخوردہ	غم کے جنگل کی آوارہ
سازم بر ایت چاره	خواهم زحق بهرت دعا
تیرے لئے چارہ کرتا ہوں	اللہ تعالیٰ سے تیرے لئے دعا مانگتا ہوں
تازنده گردد پورا تو	ظا مرشود مستود تو

تا کہ تیرا بیٹا زندہ ہو جائے	اور تیرا چھپا ہوا بیٹا ظاہر ہو جائے
تازندہ آساں شود معسورتو	ازقدرت رب السماء
اور تیری مشکل آسان ہو جائے	آسمان والے رب کی قدرت ہے
پس پیر پیران خدا	درسجدہ شد پیش خدا
پھر اللہ والوں کا پیشوا	اللہ تعالیٰ کی درگاہ میں سجدہ ریز ہوا
با عجززاری وبکا	شد همتش مشکل کشا
نہایت عجز زاری اور آہ فغاں کی	آپ کی ہمت سے مشکل حل ہوئی
یا رب مرآن امواترا	درجوف حوت اقوات را
اے میرے اللہ ان سب مردگان کو	جو مچھلیوں کے پیٹ میں پڑے ہوئے ہیں
هرجزجزاشتات را	ازفضل خود زنده نما
ہر ایک ایک ریزہ ریزہ شدہ انسان کو	اپنے فضل و کرم سے زندہ کردے
سربد بسجده همچناں	کز جائے غرق آمد فغاں
آپ ابھی سر سجدہ تھے	کہ غرق ہونے والی جگہ سے فریاد آئی
کشتی پراز مرداں زناں	پیدا شده برروئے ما
مردوں اور عورتوں سے کشتی بھرپور	تھی پانی پر ظاہر ہوئی
شد اهل کشتی راگذر	سالم جسا حل بے خطر
تمام کشتی والوں کا صحیح سالم ہو کر	کنارہ پر بے خَطر (بغیر خطرے کے) گزر ہوا
درغرق مردن نے خطر	باآن جلوها آن جلا
دریا کے غرقابہ[25] سے بے خطر	اس رونق اور کرّ (چمک) وفرّ (دمک) میں
نوشه بازاں تاج وکمر	دردست اوتیغ سپر
دولہا اسی تاج و کمر سے	اور ہاتھ میں تیغ (تلوار) و سپر (ڈھال) تھی
با نو نشسته حجله ور	پشیش پرستاران بپا
اپنی دلہن کے ساتھ حَجَلَہ (کمرے) میں بیٹھا ہوا	اوان کے سامنے نوکر خدمت میں کھڑے تھے
قوال و مطرب بذله گو	نقال درنقل نکو
قوال اور میرانی (قبیلہ) بدستور غزل سرا تھے	نقلی بدستور نقل کر رہا تھا
خمارمی ریزازسبو	یاران بدید درموها
گھڑے (پیالہ) سے خماری (شراب) ریز تھے	دوستوں کو دیکھا
ما درپسر شد مجتمع	غمهاردل شد منقطع

(25) دریا کی سطح پر جھلملاتی اور چمکتی ہوئی موجوں

ماں بیٹا جمع ہوئے	غم دل سے باگ نکلے
ظاھر چوں شد طرفه سر	بسیارمنکرد مقر
جب یہ کرامت ظاہر ہوئی	تو بہت کافر مسلمان ہو گئے
گشتند کافر منکسر	شد مومنا نر اعتلاء
کافر ذلیل ہوئے	اہلِ ایمان کو بلندی نصیب ہوئی
چوں کرامت شد مبین	شد خلق راراسخ یقین
جب کرامت ظاہر ہو گئی	تو مخلوق کے اعتقاد راسخ ہوئے
بروعد رب العا لمین	برحشرونشرو برخزا
کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ	حشر ونشر اور قیامت تک
اے محی دین عالی قدر	روی قبله جن و بشر
اے غوثِ اعظم عالی قدر	آپ ہیں جن وبشر کے قبلہ
سوئے غلام خود نگر	ازراه الطاف و عطاء
اس غلام کی طرف نظرِ کرم ہو	عطاء والطاف سے
غرقم بد ریائے بدی	حرقم نیراں خودی
میں بھی بُرائی کے دریا میں غرق ہوں	خود ہی آگ میں جل رہا ہوں
یا ملتجا ئی خزیدی	آخرج من امواج الهوا
اے میرے سہارا مجھے سہارا دیجئے	خواہشاتِ نفسانی کے موجوا سے نکالئے
شیطان نموده اشتلم	ازراہ نیکی کرده گم
شیطان نے مغلوب کر دیا ہے	اور نیکی کی راہ سے گمراہ کر دیا
ازغفلتم نوشاند خم	کردست سرمست و خطا
غفلت سے مجھے پیالہ پلا دیا	خطاء میں بدمست (بے قابو) بنا دیا ہے
نفس ست اندرسرکشی	دربخل و حرص زرکشی
نفس سرکشی میں ہے	بخل میں حرص (لالچ) ہے زرکشی (آسائش) کے خیال میں ہے
داردبغیرحق خوشی	دائم بدام ما سوائے
غیر اللہ کی جانب خوشی میں ہے	ہمیشہ ماسوائے کی پھانسی میں ہے
اے صاحب ارشادمن	درگوش کن فریا د من
اے میرے مرشد	میری فریاد سنئے
میخواه از ایشاں داد من	درگوش کن فریا د من
نفس و شیطان سے مجھے بچا	میرے درد کا علاج فرما
مستم قصوری درلقب	سازم حضوری با ادب

میرالقب قصوری ہے	ہمیشہ باادب حضوری ہوں
از فیض شاہاں کے عجب	بخشش بمسکین وگدا[26]
شاہوں کے فیض سے کچھ بعید ہے	جو کہ مسکین وگدا پر بخشش فرمادیں

استدلال بطریق جدید

حدیث:''العلماء ورثة الأنبياء''[27][28]

زبان زدِ عوام ہے بلکہ مخالفین اسے بطور فخر وناز کے پڑھا کرتے ہیں اور ایک دوسری حدیث میں آیا ہے:

''علماء امتی کا انبیاء بنی اسرائیل''[29][30]

یہ حدیث بھی عوام کو بعض علماء فخر اً سنایا کرتے ہیں۔اب دونوں حدیثوں کے معنی ذہن میں رکھ کر سابقہ پیغمبران بالخصوص بنی اسرائیل کے انبیاء علی نبینا وعلیہم السلام کے کمالات و معجزات کا اندازہ لگایئے اور پھر علماء یعنی اُولیاءِ کرام کے کمالات و کرامات کا اندازہ لگایئے بالخصوص حضور غوثِ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو اُولیاءِ اُمت مصطفیٰ ﷺ کے سردار شہنشاہ ہیں اور دیگر کمالات و معجزات کی طرف نہ جایئے۔ صرف حضرت حزقیلؑ علیہ السلام جن کا دوسرا لقب ذوالکفل ہے (جسے فقیر ابھی بیان کرچکا ہے اور معتبر تفاسیر سے اس کا اسناد بھی بیان کیا ہے) کے قصہ کو سامنے رکھ کر غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس کرامت کا مقابلہ کیجئے حرف بحرف، ہو بہو ایک طرح کا واقعہ معلوم ہوتا ہے جس سے علماء جسے ہم اُولیاء سے تعبیر کرتے ہیں کی مشاہدۃً و معاینۃً تصدیق ہوتی ہے۔ میں حیران ہوں کہ ان لوگوں کو کیا ہوگیا ہے کہ قادر قدیر کی قدرت کے مَظْہَر سیّدنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کرامات ماننے میں انہیں کون سی چیز مانع ہے جبکہ ہم کئی بار کہہ چکے ہیں اور کہتے ہیں کہ ڈوبا ہوا بیڑا قادر قدیر نے باہر نکلا۔ یہ قدرت ربِ جلیل کی ہے اور دعا غوثِ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی۔ اللہ کی قدرت اس سے بھی بہت زائد ہے لیکن،

خدا جب عقل لیتا ہے	حماقت آ ہی جاتی ہے

سیّدی مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: چوں خدا خواہد کہ پردہ کس درد میلش اندر طعنۂ پاکاں زند

علاوہ ازیں اس جیسی کرامات کا اشکال اسی ولی اللہ کے لئے سمجھا جائے جس سے ایسے واقعات کبھی صادر نہ ہوئے ہوں۔ غوثِ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو وہ ولی ہیں کہ جن سے ایسے کئی واقعات صادر ہوئے اور اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی قدرت و کرامت سے کئی مردہ زندہ فرمائے اگر خوفِ طوالت (جو موجبِ ضلالت ہے) نہ ہوتا تو بے شمار ایسی کرامتیں رسالہ ہذا میں درج کرتا مگر مشتے نمونہ خروار[31] چند کرامات معرضِ تحریر میں لاتا ہوں تاکہ منکر کو انکار کی گنجائش نہ ہو۔ شیخ ابن حجر مکی

---

(26) تحفہ رسولیہ مع کرامت غوث اعظم (مترجم)، صفحہ نمبر 243_248، مکتبہ صدیقیہ جامع مسجد انوار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و سلم لاہور.

درۃ الدرانی علی ردۃ القادیانی، صفحہ نمبر 152_149.

غوث اعظم، صفحہ نمبر 277_279، زاویہ پبلشرز دربار مارکیٹ لاہور.

(27) سنن الترمذي, أبواب العلم, باب ما جاء في فضل الفقه على العبادة, رقم الحديث 2682, 48/5, شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي مصر, الطبعة الثانية, 1395 هـ 1975 م.

(28) مزید بحث فقیر کی کتاب ''ارشاد النبی فی تحقیق کرامۃ الولی'' میں ملاحظہ فرمائیں۔(فقیر اُویسی غفرلہ')

(29) كشف الخفاء ومزيل الإلباس, حرف العين المهملة, رقم الحديث 1744, 64/2, مكتبة القدسي لصاحبها حسام الدين القدسي القاهرة, 1351 هـ.

(30) اللہ کے نام سے شروع اے چل اللہ کے حکم سے اُٹھ کھڑی ہو۔

(31) یعنی کتاب کا یہ مختصر حصہ پوری کتاب کے معیار یا مواد کو ظاہر کرتا ہے۔

قدس سرہ اپنی مشہور کتاب ''فتاویٰ حدیثیہ صفحہ ۲۵۱ مطبوعہ مصر'' اور مفتی عنایت احمد رحمۃ اللہ علیہ مصنف الصیغہ (صرف کی معتبر کتاب ہے جو عرصہ سے تمام ہندو پاکستان کے مدارسِ عربیہ میں داخلِ درس ہے اور تاریخ حبیب اللہ جو کئی عرصہ سے ہمارے بہاولپور کے مدارس مودب جو جامعہ عباسیہ کی شاخیں ہیں کے مصنف ہیں) اپنی معروف کتاب ''الکلام المبین صفحہ ۹۹'' میں تحریر فرماتے ہیں۔

حکایت: ایک بڑھیا کے بیٹے کو حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے محبت تھی اکثر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا کرتا ایک دن اسکی ماں نے حضور (غوث پاک) رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں عرض کی کہ حضور یہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نذر ہے اسے ہاشی تعلیم (سے آراستہ) فرمایئے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے ریاضت اور باطنی سبق میں مشغول فرمایا اور بڑھیا اپنے بیٹے کو دیکھنے آتی تھی۔ ایک دن آئی تو دیکھا کہ وہ چنے چبا رہا ہے اور بہت حقیر و ناتواں (کمزور) ہو گیا ہے پھر وہ غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس گئی تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو مرغی کا گوشت کھاتے ہیں اور میرے بیٹے کو چنے کھلاتے ہیں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہڈیوں پر ہاتھ رکھ کر فرمایا ''قم بإذن الله الذي يحيي العظام وهي رميم''

''اُٹھ کھڑی ہو اللہ تعالیٰ کے حکم سے جو بوسیدہ ہڈیوں کو زندہ کرتا ہے''

فوراً وہ مرغی زندہ ہو گئی اور آواز کرنے لگی پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس بڑھیا کو فرمایا کہ جب تیرا بیٹا ایسا ہو جائے تب وہ جو جی چاہے کھائے۔[32]

فائدہ: غور ہو غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کرامت پر کہ مرغی کے اجزاء کیسے بھرے ہوئے تھے مثلاً پہلے ذبح کیا گیا اس کا خون زمین سے چوس لیا گیا، پھر اس کا پوست ایسے ہی پھینک دیا جاتا ہے، اسے کتوں نے یا دیگر کسی جانور نے کھایا ہوگا یا ویسے ہی پڑا ہو گا پھر اس کی ہڈیاں زاہدہ ایسے ہی کتوں کا شکار ہو گئی ہوں گی اور غیر ضروری گوشت پھینک دیا جاتا ہے جسے چیونٹیاں وغیرہ لے جاتی ہیں، پھر گوشت ہانڈی میں آکر پانی اور گھی اور نمک و مرچ مصالحہ میں حل ہو کر شوربا اور گوشت کی صورت اختیار فرمائی اسے کچھ حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ تناول بھی فرما چکے ہونگے۔ اب بڑھیا کے صرف ایک لفظ کے کہنے سے بلاتاخیر مرغی کو قم بإذن الله فرما کر زندہ فرما دیا۔ کہاں ہیں وہ منکرینِ کرامتِ غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو بیڑے کے نکلنے سے اشکال پیش کرتے ہوئے منکر قدرت قادر ہوتے ہیں۔ ذرا اس مستند کرامت کو تعصّب کی عینک اُتار کر غور کریں۔

حاشیہ: جنہیں فقیر نے کراماتِ غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں درج کئے گئے ہیں۔ مفتی عنایت احمد مرحوم جنگ آزادی ۱۸۵۸ء کے وہ ہیرو ہیں جن پر آج آزادی پاکستان کو ناز ہے۔ تفصیلی حالات فقیر کی کتاب ''تذکرہ علمائے اہلسنّت'' میں ملاحظہ فرمایئے۔

۲۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک مجلس میں وعظ فرما رہے تھے تو اُدھر سے چیل نے گزرتے ہوئے حاضرین پر بیٹھ ڈالی۔ حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہوا کو حکم فرمایا کہ اس کا سر اتار دے۔ اُسی وقت حاضرین کے سامنے چیل نیچے گری جسے دیکھا گیا کہ چیل ایک طرف پڑی ہے اور دوسری طرف آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وعظ سے فارغ ہو کر اس چیل کو ہاتھ میں لے کر دوسرا ہاتھ اس کے سر پر پھیرا اور کہا ''بسم الله الرحمن الرحيم قومي بإذن الله'' آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے وہ زندہ ہو کر اُڑ گئی اور حاضرین اُسے دیکھ رہے تھے۔[33] (کذا فی فتاویٰ حدیثیہ، للشیخ احمد شہاب الدین ابنِ الحجر المکی رحمۃ اللہ علیہ)

اس کے علاوہ بہت کرامت دوبارہ اَحیاءِ موتی پیش کی جاسکتی ہیں مگر بقدرِ ضرورت اتنا کافی ہے۔ اب اہلِ علم کی توجہ کے لئے ایک علمی مقالہ درج کر کے رسالہ کو ختم کرتا ہوں ہمارے سلف صالحین اہلسنّت معظم الائمہ کا مسلک ہے کہ کرامت ولی اور معجزہ نبی ایک ہی شے ہے صرف فرق اتنا ہے کہ معجزہ دعویٰ نبوت کو مقترن ہے اور کرامت میں صرف خرقِ عادت ہو اور اس میں نبوت کا دعویٰ نہ ہو۔

شیخ ابنِ حجر رحمۃ اللہ علیہ ''فتاویٰ حدیثیہ صفحہ ۲۵۸'' میں فرماتے ہیں:

---

(32) الفتاوى الحديثية لابن حجر الهيتمي, رقم الصفحة 214, 215, دار الفكر.

(33) الفتاوى الحديثية لابن حجر الهيتمي, رقم الصفحة 215, دار الفكر.

''فالذي عليه معظم الأئمة أنه يجوز بلوغها مبلغ المعجزة في جنسها وعظمها۔''

اس کے بعد چند ائمہ کے مختلف آراء بیان کئے پھر منکروں کی تردید فرماتے ہوئے فرمایا:

''أن الكرامة والمعجزة ليس بينهما فرق إلا وقوع المعجزة على حسب دعوى النبوة والكرامة دون ادعائه النبوة ابنِ حجر رحمة اللّٰه عليه۔''

مذکورہ بالا مسلک کی توثیق (پختگی) فرماتے ہوئے نتیجہ نکالتے ہیں:

''فيجوز اجتماعهما فيما عدا التحدي من سائر الخوارق حتى إحياء الموتى۔''[34]

اس کے نتیجہ کے نکلنے کے بعد چند اُولیاءِ کرام رحمۃ اللہ علیہم کی حکایتیں درج فرمائیں اب منکرینِ ولایتِ محبوبِ ربانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سوال کرتا ہوں کہ جب کرامت و معجزہ میں کوئی فرق نہیں تو پھر اب کس بات کا شبہ ہے کیا انبیاء علیہم السلام نے مردے زندہ نہیں فرمائے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزہ'' اُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَ الْاَبْرَصَ وَ اُحْیِ الْمَوْتٰى بِاِذْنِ اللّٰهِ ''[35] پر ایمان ہے یا نہیں اور کیا اُنہوں نے سام ابنِ نوح کو کئی ہزار سال کے بعد زندہ نہیں فرمادیا تھا تو کرامت سے جو کہ معجزہ کی ایک نظیر ہے بارہ (۱۲) سال کے بعد مردہ زندہ فرمایا یا نہیں؟ جب عیسیٰ علیہ السلام نے بطور معجزہ کئی ہزار سال کے بعد مردہ کو زندہ فرمایا تو کرامت سے جو کہ معجزہ کی ایک نظیر ہے بارہ (۱۲) سال کے بعد مردہ زندہ ہوئے تو آپ لوگوں کو کس بات کا خوف ہے اور حضرت حزقیل علیہ السلام کا واقعہ تو آپ سن چکے اس معجزہ اور محبوبِ سبحانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کرامت میں کون سا فرق ہے اس واقعہ کو تمام مفسرین بلا نکیر (بغیر انکار کے) نقل کر رہے ہیں۔ اور وہ اگرچہ اخبارِ ظنیہ ہی سہی تو مانتے ہوں گے تو غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کا کیا بگاڑا ہے ان کی کرامت سے انکار ہی انکار اگر غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات ستودہ صفات سے اپنا تعلق صحیح کرلیں تو قسم باخدا عالم دنیا کے بڑے بڑے عُبَّاد اور زُہَّاد آپ کی سعادت پر شک کریں گے۔

واللّٰه الهادي وبيده الخير وهو علىٰ كل شي قدير

صلى اللّٰه تعالىٰ علىٰ حبيبه سيّد المرسلين وعلى آله وأصحابه أجمعين

بحمده تعالىٰ و فضل حبيبه الأعلى

برادرانِ اسلام! یہ تھے ہمارے دلائل نفسِ مسئلہ پر اب اس کا اصل واقعہ ملاحظہ ہو یعنی بڑھیا کا سفینہ اور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کرامت کا۔

واقعہ: حضرت غوثِ اعظم محبوبِ سبحانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک دن دریا کے کنارے ایک سرسبز مقام پر تسبیح و تحمید میں محو (مستغرق) تھے کہ کچھ فاصلے سے کسی عورت کے رونے کی دردناک آواز سے بے چین ہوگئے اتنے میں ایک خادم آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تلاش کرتا ہوا وہاں آپہنچا۔ حضرت نے اس سے دریافتِ حال کے لئے اس طرف بھیجا جدھر سے آواز آرہی تھی خادم نے دیکھا کہ ایک ضعیف خاتون سراپا حُزن و ملال (پریشانی کے عالم میں) بے اختیار روتی جارہی ہے۔ خادم نے اس کا حال معلوم کیا اور واپس آکر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں عرض کیا کہ رونے والی بڑھیا کا اکلوتا بیٹا بارہ (۱۲) سال قبل دریا کے دوسری جانب شادی کرنے گیا تھا جب وہ دولہن لے کر کشتی پر واپس آرہا تھا تو براتیوں سمیت بیچ دریا میں ڈوب گیا۔ اس دن سے بڑھیا دریا کے کنارے آکر دیر تک محو گریہ زاری کرتی رہتی ہے حضرت یہ واقعہ سُن کر بہت مضطرب ہوئے۔ دریائے شفقت جوش میں آیا خادم سے فرمایا بڑھیا کو تسلی دو کہ اس کا مطلب اب پورا ہو جائے گا اسی وقت اس کا بیٹا مع دلہن اور براتیوں کے جس حالت میں غرق ہوئے تھے ظاہر ہوتے ہی بڑھیا خاموش ہوگئی اور جناب غوثِ اعظم رضی اللہ

---

(34) الفتاوى الحديثية لابن حجر الهيتمي, رقم الصفحة 214, 215, دار الفكر.

(35) آلِ عمران: ۴۹ **ترجمہ:** اور میں پیدائشی اندھوں کو اور کوڑھ کے مریضوں کو شفا دیتا ہوں اور میں اللہ کے حکم سے مردوں کو زندہ کرتا ہوں۔

تعالیٰ عنہ نے دستِ دعا جنابِ الٰہی میں اُٹھائے ناگاہ دریا نے جوش مارا اور بارہ (۱۲) سال سے ڈوبی ہوئی کشتی اسی شان و شوکت سے جیسے کہ دریا میں غرق ہوئی تھی ظاہر ہوگئی وہی دولہا، وہی دلہن، وہی براتی، وہی سامان، وہی کشتیاں سطحِ آب پر نمودار ہوئیں اور آہستہ آہستہ جہاں بڑھیا مجسمہ حیرت و استعجاب بنے محو نظارہ تھی کنارے آلگی وہ بڑھیا سب کو ساتھ لے کر گھر پہنچی اور دھوم دھام سے خوشی منائی۔ شہر میں اس کرامت کا شور پڑ گیا اور کئی ہزار کافر اس دن مسلمان ہوئے اس واقعہ کو مندرجہ ذیل کتب میں دیکھئے۔

۱- سلطان الاذکار فی مناقب غوث الابرار [36]

۲- خلاصة القادریه شیخ شهاب الدین سهروری

۳- کتاب غوثِ اعظم مولانا برخوردار ملتانی محشی [37]

4- درة الدرانی مولانا حیدر الله صاحب [38]

۵- مولانا محی الدین قصوری دائم الحضوری [39]

6- گلدسته کرامت، مفتی غلام محمد قریشی وغیره وغیره

وہ کہہ کر قم بإذن الله جِلا دیتے تھے مردوں کو ‏‏‏‏‏‏ بہت مشہور ہے احیاء موتی غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا

بلکہ ہر دور میں اس واقعہ کو مختلف زبانوں کی منظوم و منثور طریقہ سے بیان کیا گیا ہے اگر سب کو جمع کیا جائے تو ایک ضخیم کتاب بن جائے یہ بھی واقعہ کے ثبوت کے لئے کافی ہے۔ لیکن بحمدہٖ تعالیٰ آج کے دور میں بھی اس واقعہ کی عینی شہادت ہمیں دستیاب ہوئی ہے اگر کوئی صاحب اس کی تصدیق کر کے اطمینانِ قلبی حاصل کرنا چاہتا ہے تو مقامِ ذیل پر پہنچ کر تصدیق کر سکتا ہے۔ ایک بزرگ سفینہ غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مشاہدہ کر کے حلفیہ بیان کرتے ہیں بعض لوگ سفینہ غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انکار کرتے ہیں اور آپ نے بفضله تعالیٰ جو بارہ سال کے بعد بیڑا پار کیا تھا اس کرامت کا انکار کیا جاتا ہے اور طرح طرح سے مذاق اُڑایا جاتا ہے۔ میں اپنے خدا تعالیٰ کو حاضر و ناظر جان کر صدقِ دل سے عرض کرتا ہوں کہ بغداد شریف سے تیس میل کے فاصلہ پر دریائے دجلہ کے کنارہ پر ایک مختصر سی بستی ہے جس کا نام زیارتِ سفینہ ہے بغداد شریف سے بستی سفینہ کو سڑک جاتی ہے لاریاں عام چلتی ہیں اور ہر لاری والا آواز دیتا ہے زیارتِ سفینہ غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسے لاہور میں تانگے والے داتا دربار کی صدا دیتے ہیں۔ میں نے تمام عرب کے علاقوں کا تفصیل سے دورہ کیا اور ہر ایک زیارت کی تفصیل معلوم کی۔ میں سفینہ غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت کے لئے پہنچا اور سفینہ مبارکہ اپنی آنکھوں سے دیکھا ایک جنگلہ ہے اور اُوپر ٹین کا چھپر ہے اس میں وہ سفینہ مبارک محفوظ ہے۔ خُدّام حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کرامت بیان کرتے ہیں کہ یہ وہی بیڑا ہے جو خدا کے حکم سے بارہ (۱۲) سال بعد آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے باہر نکالی تھی اور مائی صاحبہ کا لڑکا برأت اور دلہن کے ساتھ دریا سے زندہ باہر نکل آیا تھا۔

(راقم الحروف) حاجی بہادر علی امام مسجد کاہنہ تحصیل قصور ضلع لاہور۔
رضائے مصطفیٰ گوجرانوالہ صفحہ ۱۶ محرم الحرام ۱۳۹۴ھ

---

(36) سلطان الاذکار فی مناقب غوث الابرار، صفحه نمبر 75_78، دلپذیر پریس لکهنؤ.

(37) غوث اعظم، صفحه نمبر 277_279، زاویه پبلشرز دربار مارکیٹ لاہور.

(38) درة الدرانی علی ردة القادیانی، صفحه نمبر 149_152.

(39) تحفه رسولیه مع کرامت غوث اعظم (مترجم)، صفحه نمبر 243_248، مکتبه صدیقیه جامع مسجد انوار مصطفی صلی الله علیه و سلم لاہور.

عجوبہ: شکرانہ میں غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال کے بعد گیارہویں کا آغاز اسی بڑھیا نے کیا جس کی بارات غرق ہو کر عرصہ کے بعد بدعا غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ برآمد ہوئی۔[40] کذافی کتاب ''غوثِ اعظم صفحہ ۲۷۶'' از مولانا برخوردار، ملتانی محشی، نبراس شرح عقائد مصنف کتبِ کثیر لیکن اسی روایت کے مطابق گیارہویں کی جاتی ہے ضروری نہیں بلکہ اس کے اور وجوہ ہیں جسے ہم نے گیارہویں میں تفصیل سے لکھا ہے رسالہ ''گیارہویں'' اسی مجموعہ میں ہے۔

چشم دید گواهی: چوں کہ واقعہ عراق میں ہوا ایک صاحب وہاں پہنچے اور خود آنکھوں سے دیکھ کر اپنی بد مذہبی سے تائب ہوا۔

عراق کے شہر دھوک سے کچھ دور ایک پہاڑی کے قریب ڈیم بنانے کے لئے مشینوں سے پہاڑی گرا رہے تھے جونہی پہاڑی کے ایک حصہ کا ملبہ ہٹا اس کے نیچے تین لاشیں نظر آئیں پہلے تو ہم ڈر کر بھاگ گئے پھر دل مضبوط کر کے آگے بڑھے دیکھا کہ تین پُرانے وقت اور لمبے قد کی لاشیں ہیں اور بالکل صحیح حالت میں ہیں ہم نے ان کے اُوپر سے مٹی وغیرہ ہٹادی، موٹے کھدر (خاص کپڑے) کے ہاتھ سے سلے ہوئے کپڑے، کندھوں تک قمیض اور ٹخنوں تک تہبند۔ ہم نے عراقی افسروں سے رابطہ قائم کیا تھوڑی ہی دیر بعد عراقی صدر صدام حسین بھی وہاں تشریف لے آئے اُنہوں نے خود لاشوں کا معائنہ کیا لاشوں کا کپڑا تک خراب نہیں ہوا تھا۔ صدر صاحب نے حکم دیا کہ اللہ تعالیٰ کے پیارے بندے معلوم ہوتے ہیں انہیں غسل وکفن دے کر نمازِ جنازہ پڑھو اور نئے مزار بنا کر دفن کر دو۔ تیس چالیس آدمیوں نے جن میں میں بھی شامل تھا مل کر انہیں نہلایا۔ لاشوں کے بال سیاہ نرم اور ملائم تھے ایسا لگتا تھا کہ ابھی فوت ہوئے ہیں جنازہ کے بعد تین خوبصورت مزارات میں انہیں سپردِ خاک کر دیا گیا۔ صدر صدام حسین خود بھی جنازہ میں شامل ہوئے اس موقع پر ہزاروں افراد موجود تھے اس واقعہ کے بعد میں اور میرے کئی ساتھی جو متذبذب تھے تائب ہو کر سنی بریلوی بن گئے ہیں۔ حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار پر بھی حاضر ہوئے ہیں اور اس حاضری میں بڑا سرور آیا ہے۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روضے مبارک پر بھی گئے ہیں ہم نے وہ کشتی بھی دیکھی ہے جس کے لئے پیر صاحب نے دعا کی تھی اور وہ بارہ برس بعد برأت سمیت ظاہر ہوئی تھی۔ عراق کی سب مسجدوں میں صلوٰۃ وسلام پڑھے جاتے ہیں اور اب ہم بھی اس کے قائل ہو گئے ہیں اور ہمارے ساتھی بھی مکمل بریلوی ہو گئے ہیں۔

الحمدللّٰہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سیّد المرسلینا

(رانا محمد یامین، فورمین انڈس ویلی کمپنی، بغداد (عراق) رضائے مصطفیٰ گوجرانوالہ، رجب المرجب ۱۴۰۳ھ صفحہ ۴۵)

تبصرہ اُویسی غفرلہٗ: دورِ حاضر میں کسی بھی مقام پر پہنچنا مشکل نہیں رہا حق کے متلاشی سے اپیل ہے کہ حضور محبوبِ سبحانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کرامت کے انکار کے بجائے موقع پر پہنچیں اگر بات سچی نکلے تو توبہ کیجئے اگر اقرار ہے تو ایمان تازہ کیجئے۔ (وما علینا إلا البلاغ)

هندوکے تاثرات: ایک ہندو نے کراماتِ غوثیہ پر ایک کتاب بنام ''تحفہ غوثیہ'' لکھی جو مطبع نامی گرامی منشی فخر الدین لاہور میں چھپی تھی اس پر ذیل کی عبارت مکتوب تھی:

تحفه غوثیه: یعنی مدح وکرامات حضرت پیرانِ پیر محبوبِ سبحانی شہبازِ لامکانی شیخ محی الدین ابو محمد عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

---

(40) غوث اعظم۔ صفحہ نمبر 276۔ زاویہ پبلشرز دربار مارکیٹ لاہور۔

ہندو نے اپنی تصنیف مذکورہ صفحہ ۸/ ۷ پر لکھا ہے کہ "ذکر ہے ایک بڑھیا کا بیٹا بمعہ عورت اپنی اور برأت وغیرہ کے کشتی میں سوار تھا وہی کشتی گردِ آب میں آکر ڈوب گئی تو اس بڑھیا نے بارہ سال تک نہایت گریہ وزاری کی لیکن اس کی مراد حاصل نہ ہوئی۔ آخر پیرانِ پیر غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت شریف میں جاکر روئی حضرت پیران رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اسکی گریہ وزاری پر رحم آیا آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دعا فرمائی تو وہی کشتی بارہ سال کے بعد صحیح وسلامت بدعا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ دریا سے باہر آئی۔"

تبصرہ اُویسی غفرلہ: اسی لئے ہم کہتے ہیں اللہ والوں کا انکار ہندوؤں کو بھی نہیں بلکہ وہ ان کی کرامات کے اقراری ہیں لیکن افسوس اس بدقسمت پر ہے جو اپنے نبی علیہ السلام کے ولی کامل کی صحیح اور سچی کرامت کا منکر ہے یاد رہے کہ دورِ سابقہ میں معتزلہ فرقہ نے ایسا کیا اب وہابی دیوبندی منکر ہیں اسی لئے میں کہتا ہوں کہ "صاحبان وہی پرانے شکاری ہیں لیکن لئے پھرتے ہیں جال نئے نئے۔"

فقط

مدینے کا بھکاری

الفقیر القادری ابوالصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہٗ